AL-IDRAK
RESEARCH JOURNAL

OPEN ACCESS
Al-Idrak
Fiqh Al-Usrah
ISSN (Online): 2789-3227
ISSN (Print): 2789-3235
www.alidrakresearchjournal.com

نکاح سے خاندانی نظام کا ارتقاء اور ارتقاع

Evolution and elevation of family system by marriage

☆ **Dr. Naeem Anwar Al-Azhari**
Assistant Professor, Department of Arabic and Islamic Studies, GC University, Lahore

☆☆ **Muhammad Hasnain**
Instructor, Department of Islamic Studies, Virtual University of Pakistan

Citation:
Al-Azhari, Dr. Naeem Anwar and Muhammad Hasnain " Foods and Beverages Used by the Holy Prophet ﷺ: an analysis in the light of modern nutrition."Al-Idrāk Research Journal, 3, no.1, Jan-June (2023): 17– 36.

ABSTRACT

The process of marriage is the recognition and identity of an Islamic society, the process of marriage protects the religion and faith of a person. It forms the foundation of a tribe and a society, and in human society, marriage is an excellent and noble way for a man and a woman to live their lives, and this act has become Masnoon and the Sunnah of the Prophet ﷺ and the Sunnah of the Prophets. has existed in this universe ever since the existence of man. The first man on this earth adopted the act of marriage to settle it. There are wives who are connected to this relationship through the marriage contract. It is the will of Allah, the Exalted, that man should become the settler and architect of this world, but how and how this process evolves. Through marriage, all human powers are used properly, the mental, intellectual and physical abilities of a person are developed. San itself is a mixture of two things, body and soul, and these two blessings have been given to man by the Almighty. Allah Almighty wants the strength and power of the human body to be used in the right direction, and in the same body, there is a power, sex. Power has been kept, this sexual power has been kept by Allah for the evolution of the human race, now how to use this sexual power, the method of marriage has been fixed. Ancestry later becomes the basis of family and clan and this ancestry proves to be the basis of mutual introduction and mutual cooperation and this ancestry takes the form of takaful for the fulfillment of human needs. binds and develops the relationship of marriage with mutual love and long-term marriage is an initial and basic unit of society, which is based on love and mercy according to the words of the Qur'an: And He made your There is love and kindness in between" the above-mentioned article in the context of the same discussion A research paper will be presented regarding the evolution and elevation of the family system through marriage.

Key Words: Islamic society, Sunnah of the Prophet, method of marriage, family system

تمہید

نکاح کا عمل ایک اسلامی معاشرے کی پہچان اور شناخت ہے، نکاح کا عمل انسان کے دین اور ایمان کی حفاظت کرتا ہے نکاح کے عمل کو باری تعالیٰ نے انسانوں کے لیے **لتسکنوا الیہا** باعث اطمینان اور خوشی و فرحت بنایا ہے نکاح کا عمل ایک خاندان، ایک قبیلے اور ایک معاشرے کی بنیاد بنتا ہے اور انسانی معاشرے میں عقد نکاح ایک مرد اور عورت کے لیے اپنی زندگی گزارنے کا ایک بہترین اور عمدہ طریق ہے اور یہ عمل اپنی شرعی حیثیت میں مسنون اور سنت رسول ﷺ اور سنت انبیاء علیہم السلام ٹھہرا ہے نکاح کا وجود اس کائنات میں تب سے ہے جب سے انسان کا وجود ہے اس زمین کے سب سے پہلے انسان نے اس کو آباد کرنے کے لیے نکاح کا عمل اختیار کیا حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا علیہا السلام اس کائنات انسانی کے سب سے پہلے میاں بیوی ہیں جن کو عقد نکاح کے ذریعے اس رشتے سے منسلک کیا گیا اللہ رب العزت کی مشیت یہ ہے کہ انسان اس دنیا کا آباد کار اور معمار بنے مگر یہ عمل کیسے اور کس طرح ارتقاء پذیر ہو اس عمل کو عقد نکاح کا نام دیا ہے اس نکاح کے ذریعے انسان کی ساری قوتوں کا صحیح استعمال ہوتا ہے انسان کی ذہنی، فکری اور جسمانی صلاحیتیں نمو پاتی ہیں انسان بذات خود جسم اور روح دو چیزوں کا مرکب ہے اور انسان کو یہ دونوں نعمتیں باری تعالیٰ نے عطا کی ہوئی ہیں اللہ رب العزت چاہتا ہے کہ انسان کے جسم کی قوت و طاقت صحیح سمت میں استعمال ہو اور اسی جسم میں ایک طاقت، جنسی قوت کی رکھی ہے اس جنسی قوت کو باری تعالیٰ نے نسل انسانی کے ارتقاء کے لیے رکھا ہے اب اس جنسی قوت کو کیسے استعمال کیا جائے اس کا طریقہ عقدِ نکاح کو ٹھہرایا ہے اس عقدِ نکاح کے ذریعے سے باری تعالیٰ نسب کی نعمت عطا کرتا ہے اور یہی نسب بعد ازاں خاندان اور قبیلے کی بنیاد بنتا ہے اور یہی نسب باہمی تعارف اور باہمی تعاون کی اساس ثابت ہوتا ہے اور یہی نسب انسانی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے تکافل کی حیثیت اختیار کرتا ہے نکاح ہی معاشرے کے دو افراد کو باہمی محبت و الفت میں باندھ دیتا ہے اور ازدواجی تعلق کو باہمی پیار و مؤدت کے ساتھ استوار کرتا ہے عقد نکاح ہی معاشرے کا ایک ابتدائی اور بنیادی ایسا یونٹ ہے جس کی اساس قرآنی الفاظ کے مطابق مودت اور رحمت سے استوار ہے: وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً "اور اس نے تمہارے درمیان پیار اور مہربانی رکھی ہے" اسی بحث کے تناظر میں مذکورہ مضمون میں نکاح سے خاندانی نظام کا ارتقاء اور ارتفاع کے حوالے سے تحقیقی مقالہ پیش کیا جائے گا۔

باری تعالیٰ نے اس کائنات میں اپنی خلافت اور نیابت کے لیے انسان کا انتخاب کیا ہے اسے مٹی سے امر کن فیکون کے ذریعے پیدا کیا ہے پھر اس کی تنہائی کو ختم کرنے کے لیے اس کا جوڑ پیدا کیا ہے اور یہ دونوں مل کر زندگی بسر کرنے کے لیے ایک جوڑا بن گئے انسان کی زندگی میں اس جوڑ اور جوڑے کو نسل انسانی کے ارتقاء کی ضمانت ٹھہرایا

ہے اس جوڑے کو ایک دوسرے کے لیے باہمی تسکین واطمینان اور باہمی محبت و مودت کا ایک موثر ذریعہ بنایا ہے۔ ان دونوں کو اپنے اپنے احساسات وجذبات میں اور باہم ہمدردی و خیر خواہی میں دو ہونے کے باوجود یک قالب بنایا ہے ایک دوسرے کے لیے ان کو ایثار و خیر خواہی کا پیکر مجسم بنایا ہے۔

مرد و عورت کو ایک دوسرے کے لیے باہمی کشش اور رغبت کا باعث بھی بنایا گیا ہے اس کا مقصود نسل انسانی کو فروغ دینا ہے اور ذریت آدم سے زمین کو آباد و شاد رکھنا ہے اگر مرد اور عورت میں باہمی چاہت نہ ہوتی تو شاید ذریت کا حصول ناممکن ہو جاتا اندرون جذبات اور باہمی رغبات سے محرومی کی بنا پر تجرد کی زندگی کو ترجیح دیتا اور جذبات و احساسات کے بغیر دوسرے کے لیے سہارا بننے اور ذمہ دار ہونے سے اعراض کرتا مرد اور عورت کے درمیان فطرتی تعلق کو ایک شرعی عقد کے ساتھ مکمل کرنے کی ترغیب ہر دور میں انبیاء علیہم السلام نے دی ہے رسول اللہ ﷺ نے اس شرعی عقد کو اپنی سنت وسیرت اور اپنی روش حیات ٹھہرایا ہے۔

اگر معاشرے میں عقد شرعی مفقود ہو جائے تو یہ انسانی معاشرہ ایک حیوانی معاشرہ کی صورت میں ڈھل جائے گا اور انتشار و فساد ہو گا خاندانی اور قبائلی تشخصات کو ٹھیس پہنچے گی اور معاشرے میں ہر طرف انارکی پھیل جائے گی عصمت کے نام پر قتل و غارت گری کا کلچر فروغ پائے گا زبردست کے سامنے زیردست مغلوب ہو جائے گا اور اپنی عزت و عصمت کی حفاظت بھی نہ کر پائے گا۔ معاشرے کو ان ساری ناہمواریوں سے بچانے کے لیے باری تعالی نے عقد شرعی کا حکم دیا ہے عقد شرعی میں بھی باری تعالی نے متعاقدین کی رضا و چاہت کو ضروری قرار دیا ہے دونوں کے لیے قبل از دواج اور بعد از دواج شرعی حدود کا تعین کر دیا ہے اور ایک دوسرے کے انتخاب کے راہنما اصول اور ضابطے دے دیئے ہیں انسانیت کا آغاز وحدت سے ہوا تھا وہی وحدت جو اس کائنات کی سب سے بڑی حقیقت ہے جس کو ہر کوئی دل و جان سے مانتا ہے انسانی وحدت کو پھر اجتماعیت کی صورت دی اس اجتماعیت کو شرعی حدود و قیود کا پابند کیا تو یہ عمل عقد نکاح بن گیا اس حوالے سے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا ہے:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا[1]

"اور وہی (اللہ) ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا فرمایا اور اسی میں سے اس کا جوڑ بنایا تا کہ وہ اس سے سکون حاصل کرے۔"

---

[1] الاعراف،7:189

Al-ʾAʿrāf, 07:189

نکاح مرد اور عورت کے درمیان ایک معاشرتی اور مذہبی عقد کا نام ہے، میاں بیوی کے اسی باہمی عقد سے ایک خاندان وجود میں آتا ہے اور یہی خاندان ہی معاشرے کی پہلی اکائی ثابت ہوتا ہے اسلامی قوانین میں بھی اس عقد کو نکاح اور زواج کا نام دیا جاتا ہے ایک بہترین انسانی معاشرے کے قیام میں نکاح بہت ہی اہم کردار ادا کرتا ہے معاشرہ ایک دوسرے کے حقوق اور فرائض کے سمجھنے اور ادا کرنے کا نام ہے اور یہ معاشرتی عمل ایک مرد اور عورت کے درمیان نکاح کے ذریعے روبعمل ہوتا ہے اس لیے نکاح جہاں ایک مرد اور عورت کو اکٹھے زندگی بسر کرنے کا موقع فراہم کرتا ہے وہاں ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی ذمہ داری بھی عائد کرتا ہے اور جب معاشرے کا ہر ایک فرد اپنے اوپر عائد ہونے والے فرائض کو ادا کرتا ہے تو وہ درحقیقت کسی کے دوسرے کے حقوق ہوتے ہیں جب ہر کسی کو اس کے حقوق مل جاتے ہیں تو ایسا معاشرہ پر سکون، پر اطمینان اور پر امن ہو جاتا ہے۔

نکاح کا معنی و مفہوم

نکاح کے لفظ میں لغوی اعتبار سے "میل ملاپ کا تصور و معنی پایا جاتا ہے اور نکاح کا معنی عقد بھی ہے "جب ایک مرد کسی عورت کو اپنی زندگی میں مستقل طور پر داخل کرتا ہے یا کوئی عورت کسی مرد کے ساتھ ساری زندگی اکٹھا گزارنے کے لیے ایک مذہبی و معاشرتی معاہدے کے ذریعے عہد کر لیتی ہے تو اسے عقد نکاح کہتے ہیں اس لیے کہا جاتا ہے۔

نکح فلان فلانه[1]

"فلاں شخص نے فلاں عورت کے ساتھ عقد نکاح کر لیا ہے۔"

اہل عرب کے ہاں لفظ نکاح کی جگہ بسا اوقات زواج کا لفظ بھی استعمال ہوتا ہے۔ زواج کا معنی "اقتران ہے دو چیزوں کا مل جانا اور اکٹھا ہونا ہے" اور اسی طرح زواج کا معنی دو چیزوں میں ارتباط ہے کہ دونوں چیزیں وجوداً الگ الگ ہونے کے باجود باہم مربوط اور باہم مضبوط ہو جاتی ہیں عقد نکاح میاں بیوی کو نہ صرف ملا دیتا ہے بلکہ ان کو زندگی بھر کے لیے اکٹھا کر دیتا ہے اور اس طرح ان کو یکجا و اکٹھا کرتا ہے کہ وہ زندگی کے ہر معاملے میں باہم مربوط ہو جاتے ہیں اور ان میں باہم ایک ربط اور ایک ضبط پیدا ہو جاتا ہے وہ رفتہ رفتہ عقد نکاح کی وجہ سے اپنے خیالات

---

1 الرازی، احمد بن فارس "**مقاییس اللغۃ**" (قاہرہ: دار الجیل، 1999ء)، 475:5

Al-Qazwīnī, Aḥmad Ibn Fāris, "*Mu'jam maqayis al-lughah*"(Quiro: Dār al-Jil, 1999), 5:475

اور احساسات میں بھی باہم مربوط اور مقترن ہو جاتے ہیں۔ زواج کے اسی معنی اقتران اور ارتباط کی تائید ہمیں اس آیہ کریمہ سے بھی حاصل ہوتی ہے۔

ارشاد باری تعالی ہے:

اُحْشُرُوا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَاَزْوَاجَہُمْ وَمَاكَانُوْا يَعْبُدُوْنَ[1]

"اُن (سب) لوگوں کو جمع کرو جنہوں نے ظلم کیا اور ان کے ساتھیوں اور پیروکاروں کو (بھی) اور اُن (معبودانِ باطلہ) کو (بھی) جنہیں وہ پوجا کرتے تھے۔"

دوسری آیہ کریمہ میں اس معنی کو یوں بیان کیا گیا: **وَ اِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ**[2] "اور جب روحیں (بدنوں سے) ملا دی جائیں گی۔" مرد اور عورت انسانی زندگی کے دو قرین دو دوست، دو باہم خیر خواہ اور دو باہم ہمدرد اور جانثار بن جاتے ہیں عقد نکاح میں انسان کے لیے کسی دوسرے دوست کو تلاش کرنا ہے اور ان کو باہم زندگی گزارنے کے لیے اکٹھا کرنا اور باہم مربوط و مستحکم کرنا ہے۔

نکاح کا شرعی و اصطلاحی مفہوم بھی یہی ہے کہ نکاح کے ذریعے مرد و زن ایک ایسا مذہبی اور معاشرتی معاہدہ کرتے ہیں جس کے ذریعے ان کے درمیان جنسی اور نفسانی تعلقات جائز ہو جاتے ہیں اور ان پر ایک دوسرے کے دیوانی حقوق اور فرائض لازم ہو جاتے ہیں[3]

التعریفات میں امام جرجانی نے اسی حقیقت کو یوں واضح کیا ہے:

---

1 الصافات، 22:37

Al-Ṣāffāt, 37:22

2 التکویر، 7:81

Al-Takwīr, 81:07

3 الشوکانی، محمد بن علی "**فتح القدیر مع الکفایہ**" (بیروت: دار ابن کثیر، س۔ن)، 93:03

Al-Shawkanī, Muḥammad ibn 'Alī, *"Fatḥ al-Qadīr"* (Bayrūt : Dār al-Kutub al-'Ilmīyah, 2017) 03:93

النكاح هو عقد يرد على تمليك منفعة البضع قصدا[1]

اسی طرح عبد العظیم شرف الدین بیان کرتے ہیں:

انه عقد وضع الشارع الحكيم مفيد ملك استمتاع الرجل بالمراة وحل استمتاع المراة بالرجل اصالة[2]

"نکاح یہ اللہ تعالی کی طرف سے مقرر شدہ ایک ایسا عقد ہے جس کی وجہ سے مرد و زن کا ایک دوسرے سے استمتاع لینا جائز ہو جاتا ہے۔"

عقد نکاح ایک ارتقائی عمل

نکاح کا وجود اس کائنات میں تب سے ہے جب سے انسان کا وجود ہے۔ اس زمین کے سب سے پہلے انسان نے اس کو آباد کرنے کے لیے نکاح کا عمل اختیار کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت علیہا السلام اس کائنات انسانی کے سب سے پہلے میاں بیوی ہیں جن کو عقد نکاح کے ذریعے اس رشتے سے منسلک کیا گیا۔ اللہ رب العزت کی مشیت یہ ہے کہ انسان اس دنیا کا آباد کار اور معمار بنے مگر یہ عمل کیسے اور کس طرح ارتقاء پذیر ہو۔ اس عمل کو عقد نکاح کا نام دیا ہے۔ اس نکاح کے ذریعے انسان کی ساری قوتوں کا صحیح استعمال ہوتا ہے۔ انسان کی ذہنی، فکری اور جسمانی صلاحیتیں نمو پاتی ہیں۔ انسان بذات خود جسم اور روح دو چیزوں کا مرکب ہے اور انسان کو یہ دونوں نعمتیں باری تعالی نے عطا کی ہوئی ہیں۔

رب چاہتا ہے کہ انسان کے جسم کی قوت و طاقت صحیح سمت میں استعمال ہو اور اسی جسم میں ایک طاقت، جنسی قوت کی رکھی ہے۔ اس جنسی قوت کو باری تعالی نے نسل انسانی کے ارتقاء کے لیے رکھا ہے۔ اب اس جنسی قوت کو کیسے استعمال کیا جائے۔ اس کا طریقہ عقد نکاح کو ٹھہرایا ہے۔

اس طرح قرآن حکیم میں اور سنت رسول میں عقد نکاح کی اہمیت اور ضرورت کو اجاگر کیا گیا ہے تاکہ انسان اپنے وجود میں موجود اس جنسی قوت کا جائز، حلال اور شرعی طریقہ استعمال کرکے اللہ اور اس کے رسول کی رضا اور مدد

---

1 الجرجانی، علی بن محمد "کتاب التعریفات" (بیروت: دار الکتب العلمیہ، س۔ن)، 486:01

Al-Jurjanī, 'Alī ibn Muḥammad, *''Kītāb al Tarīfāt''* (Bayrūt : Dār al-Kutub al-'Ilmīyah, 2015), 01:486

2 شرف الدین، عبد العظیم "الاحوال الشخصیہ" (بیروت: دار السلام، س۔ن)، 5

Sharf al Dīn, 'Abdul al-'Azīm, *''Al-Aḥwāl al-Syakhsiyah''* (Bayrūt : Dār al- Salām, n.d), 05

ونصرت کا حامل ٹھہرے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہر امتی کو نکاح کی ترغیب دی ہے اور حتیٰ کہ اس نکاح کو اپنی سنت اور سیرت قرار دیا ہے اور اس سے روگردانی کو زنا کے ارتکاب کو قابل ملامت قابل مواخذہ قابل لعنت ٹھہرایا ہے جبکہ نکاح کے عمل کو قابل مبارک اور قابل رحمت قرار دیا ہے اور نکاح سے انحراف اور زنا کے ارتکاب کو قابل تعزیر اور قابل حد بتایا ہے۔

نکاح کا عمل انسانی زندگی میں اس کی انتہائی کو ختم کرتا ہے۔ اس لیے باری تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے لیے حضرت حواء علیہا السلام کو ان کی بائیں پسلی سے پیدا کر کے ان کی تنہائی کو ختم کیا ہے۔ نکاح کا عمل جہاں انسان کی تنہائی ختم کرتا ہے وہاں یہ ایک دوسرے کو باہمی سکون اور اطمینان بھی دیتا ہے۔

اس لیے باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

هُوَ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا[1]

"اور وہی (اللہ) ہے جس نے تم کو ایک جان سے پیدا فرمایا اور اسی میں سے اس کا جوڑ بنایا تا کہ وہ اس سے سکون حاصل کرے۔"

زوج وہ جوڑا کیوں بنایا، اس تخلیق زوج کی الوہی حکمت تسکین باہمی ہے۔ راحت اور اطمینان جان ہے اور باہمی خیر خواہی و ہمدردی اور بے نفسی اور جانثاری ہے۔ اس آیت کریمہ نے نہ صرف زواج اور زوج کی تخلیق کے مقصد کو بیان کیا ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ مرد و عورت میں سے ہر ایک کو بطور زوج کے زواج اور عقد نکاح میں منسلک کر دیا ہے۔

اگر عقد نکاح کی حقیقت کو متعاقدین میاں بیوی اچھی طرح سمجھ لیں تو ان کی زندگی جنت بن جاتی ہے اور ایسی زندگی ہی اللہ کی تمام نعمتوں کا باعث اور سبب بن جاتی ہے۔ باری تعالیٰ انسانوں میں جنسی قوت کے جائز اور مشروع عمل نکاح کو دیکھنا چاہتا ہے۔ اس لیے اس نے اپنے مقرب بندوں میں انبیاء و رسل میں سے حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سوا ہر نبی اور رسول کو عقد نکاح سے منسلک کیا اور اس عمل پر بطور نص یوں ارشاد فرمایا:

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً[2]

---

[1] الاعراف، 189:7

Al-ʾAʿrāf, 07:189

[2] الرعد، 38:13

"اور (اے رسول!) بے شک ہم نے آپ سے پہلے (بہت سے) پیغمبروں کو بھیجا اور ہم نے ان کے لیے بیویاں (بھی) بنائیں۔"

نکاح کو باری تعالی نے نہ صرف رسول اللہ ﷺ کی سنت و طریق حیات بنایا ہے بلکہ کل انبیاء کی روش حیات، نکاح کو قرار دیا ہے۔ باری تعالی نے ان کو ازواج بیویاں بھی عطا کی ہیں اور ان کو ذریت صالح بھی عطا کی ہے۔ اللہ کی ان نعمتوں کا حصول سبب عقد نکاح ہی بنا ہے۔ اس لیے عقد نکاح کا یہ عمل مسنون بالا نبیاء ہے۔

عقد نکاح سے جو چیز انسان کو روکنے کا باعث بن سکتی ہے۔ وہ انسان کی معاشی حالت ہے اور اس کا مفلسی اور تنگ دستی سے دوچار ہونا ہے اور معاشی اعتبار سے مفلوک الحال ہونا ہے۔ اگر انسان اپنے کردار کی طہارت و عصمت کی بنا پر نکاح کا ارادہ کر لے اور ادھر اس کی معاشی حالت دگر گوں ہو تو اللہ کا وعدہ ہے وہ نکاح کو عمل مبارک بناتے ہوئے اس انسان کو غنی اور صاحب حیثیت بنا دے گا۔ اس لیے ارشاد فرمایا:

وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَآئِكُمْط اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَآءَ يُغْنِهِمُ االلّٰه مِنْ فَضْلِهٖ ط وَاللّٰه وَاسِعٌ عَلِيْمٌ[1]

"اور تم اپنے مردوں اور عورتوں میں سے ان کا نکاح کر دیا کرو جو (عمرِ نکاح کے باوجود) بغیر ازدواجی زندگی کے (رہ رہے) ہوں اور اپنے باصلاحیت غلاموں اور باندیوں کا بھی (نکاح کر دیا کرو)، اگر وہ محتاج ہوں گے (تو) اللہ اپنے فضل سے انہیں غنی کر دے گا، اور اللہ بڑی وسعت والا بڑے علم والا ہے۔"

اس آیہ کریمہ نے ان کی حالت فقر کو حالت غنی میں بدلنے کی خوشخبری سنائی ہے۔ اس صورت حال میں وہ عقد نکاح میں منسلک ہو جائیں اور اپنی پاک دامنی چاہیں تاکہ وہ اللہ کے حکم اطاعت سے باہر نہ نکلیں اور رسول اللہ ﷺ کی سنت سے انحراف نہ کریں تو اس عزم کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں امید و رجاء اور یقین و تیقن کے ساتھ عقد نکاح میں منسلک ہو جائیں تو یقیناً اللہ کی رحمت ان پر سایہ فگن ہو گی۔ ان کی غربت کو مالی وسعت اور کشادگی سے بدل دے گی۔

Al-Raʿd, 13:38

1 النور، 32:24

Al-Nūr, 24:32

نکاح کے لیے رشتے کا معیار

قرآن نے عدد زوج کی زیادہ اور کم دونوں حالتوں کا تعین کر دیا ہے۔ عقد نکاح کی اس صورت میں عدد واحد کو ہر صاحب حیثیت اور صاحب استعداد پر لازم ٹھہرایا ہے جبکہ اس عدد میں زیادت کو بندہ کی حالت وسعت پر منحصر قرار دیا ہے۔ اس لیے ارشاد فرمایا:

فَانْكِحُوْا مَاطَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ ج فَاِنْ خِفْتُمْ اَلاَّ تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ط ذٰلِكَ اَدْنٰى اَلاَّ تَعُوْلُوْا[1]

"ان عورتوں سے نکاح کرو جو تمہارے لیے پسندیدہ اور حلال ہوں، دو دو اور تین تین اور چار چار (مگر یہ اجازت بشرطِ عدل ہے) پھر اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ تم (زائد بیویوں میں) عدل نہیں کر سکو گے تو صرف ایک ہی عورت سے (نکاح کرو) یا وہ کنیزیں جو (شرعاً) تمہاری ملکیت میں آئی ہوں، یہ بات اس سے قریب تر ہے کہ تم سے ظلم نہ ہو۔"

ایک انسان کو اپنے معاشرتی، خاندانی، سماجی، معاشی اور تمدنی حالات وظروف کو دیکھتے ہوئے اپنی دینی دیانت اور اپنی عقلی فراست اور اپنی عادت عدل و انصاف اور اپنی قوت تحمل و برداشت کو سامنے رکھتے ہوئے فیصلہ کرنا ہے اور عدد میں قلت اور کثرت کا اختیار انسان کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ انسان کے اختیار سے صادر ہونے والا فیصلہ ہی اس کی معاشرتی اور عائلی زندگی کے سارے نتائج کا حامل ہو گیا۔ اس لیے جو بھی فیصلہ ہو اس میں صواب صحت اور ثقاہت کا غلبہ ہونا چاہیے اور انسان کے معروضی حالات بھی اس کی تصدیق تائید کرتے ہوئے نظر آئیں اور یہ فیصلہ محض کسی خواہش کا آئینہ دار نہ ہو۔

اب اگلا سوال ذہن میں یہ پیدا ہوتا ہے کہ انتخاب زوج کا معیار کیا ہو اور اس انتخاب میں قضا اور فیصلے کا انحصار اور دارومدار کن اعتبارات پر ہو۔ اس حوالے سے راہنمائی دیتے ہوئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: **تنكح المراة لاربع لمالها دلجمالها ولحسبها ولدينها فاظفر بذات الدين تربت يدك**[2] "عورت سے یقیناً اس کی

---

[1] النساء، 3:4

Al-Nisā᾿, 04:03

[2] بخاری، محمد بن اسماعیل "**صحیح بخاری**" رقم الحدیث: 5090

Al-Bukhārī, Abu 'Abdullah Muḥammad bin Isma'il "*Ṣaḥīḥ al-Bukhārī*" Hadīth no. 5090

دین داری، اس کے مال، اس کے حسب اور اس کے جمال اور اس کے دین کی وجہ سے نکاح کیا جاتا ہے۔ پس تم اس کے دین کی نسبت کو ترجیح دو تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں"

ہم نے اپنی عام معاشرتی زندگی میں رشتوں کے پیمانے یہی بنائے ہوتے ہیں ہم رشتوں کے انتخاب میں مال کی کثرت، حسن وجمال کی فراوانی شخصی اوصاف و کمالات اور پختہ سیرت و کردار کو دیکھتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سارے معیارات کا ذکر کیا ہے کسی سے منع نہیں کیا البتہ ان چاروں کرداروں میں سے دین داری اور پختہ سیرت کرداری کو ترجیح دینے کی تاکید اور نصیحت فرمائی ہے اور یہی دین داری اور پختہ سیرت و کرداری ہی ایک عورت کو دنیا کی سب سے بہترین اور اعلیٰ متاع اور اثاثہ بنا دیتی ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

الدنیا متاع و خیر متاع الدنیا المراة الصالحة[1]

"یہ دنیا سارا کا سارا سامان ہے اور اس دنیا کا بہترین سامان نیک اور صالح عورت ہے۔"

نکاح کو رسول اللہ ﷺ نے جہاں اپنی سنت قرار دیا ہے وہاں اس کو کل انبیاء علیہم السلام کی بھی سنت قرار دیا ہے۔ اس لیے ارشاد فرمایا: **اربع من سن المسلمین الحیاء والتعطر والسواک و النکاح**[2] "چار چیزیں رسولوں کی سنت ہیں حیاء کا ہونا، خوشبو کا استعمال کرنا، مسواک کرنا اور نکاح کرنا۔"

گویا کہ نکاح سنن انبیاء علیہم السلام میں سے ہے۔ انسانوں میں سب سے کامل اور اکمل طبقہ انبیاء علیہم السلام کا ہی ہے۔ ان کے ہر عمل سے انسانیت کے لیے نفع بخشی اور فیض رسانی ہے۔ صحابہ کرامؓ میں سے اگر کوئی نکاح کے عمل سے گریز کرتا ہے اور تبتل اور مجرد رہنے کی زندگی کو ترجیح دیتا ہے تو اس پر رسول اللہ ﷺ اس کو منع فرما دیتے۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے عثمان بن مظعون کو تبتل کی زندگی سے منع فرمایا[3]

---

1 نیشاپوری، مسلم بن حجاج قشیری "**الجامع الصحیح**" رقم الحدیث: 1467

Al-Nīshāpurī Muslim bin. Ḥajjaj al-Qushrī, "*Ṣaḥīḥ Muslim*" Hadīth no. 1467

2 ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ "**سنن الترمذی**" رقم الحدیث: 1080

Al-tirmidhī, Muḥammad ibn 'Īsá, "*Jami' Al- tirmidhī*" Hadīth no. 1080

3 بخاری، محمد بن اسماعیل "**الجامع الصحیح**" رقم الحدیث: 5063

Al-Bukhārī, Abu 'Abdullah Muhammad bin Isma'il *"Ṣaḥīḥ al-Bukhārī"* Hadīth no. 5063

نکاح کے مقاصد

نکاح ایک شرعی عقد ہے۔ اسلام نے اس عقد میں بہت سے مقاصد رکھے ہیں اور بہت سی اغراض اس سے وابستہ کی ہیں۔ نکاح چونکہ ایک معاشرتی عقد بھی ہے اور اس عقد کو اختیار کرنے سے متعدد معاشرتی فوائد بھی ہمیں حاصل ہوتے ہیں۔ عقد نکاح میں ان معاشرتی فوائد کی موجودگی اس کی قدروا ہمیت کو بڑھا دیتی ہے۔ نکاح کے عمل کے ذریعے ایک معاشرہ اخلاقی جرائم سے نجات پاتا ہے۔ نکاح کے ذرریعے ایک مرد اور عورت پاک دامنی اختیار کرتے ہیں، نکاح کا عمل انسان کو بے حیائی اور بے راہ روی سے روکتا ہے۔ نکاح کرنے والے شریعت کی رو سے ایک حفاظتی سلسلے میں آجاتے ہیں۔ جس کی وجہ سے مرد اور عورت محصن اور محصنہ بن جاتے ہیں۔ دونوں باہم حفاظت کے ایک مضبوط قلعے میں آجاتے ہیں۔

وَاُحِلَّ لَكُمْ مَّا وَرَآءَ ذٰلِكُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِكُمْ مُّحْصِنِيْنَ غَيْرَ مُسٰفِحِيْنَ[1]

”اور ان کے سوا سب عورتیں تمہارے لیے حلال کر دی گئی ہیں تاکہ تم اپنے اموال کے ذریعے طلب نکاح کرو پاکدامن رہتے ہوئے نہ کہ شہوت رانی کرتے ہوئے۔“

نکاح کا مقصد عفت و عصمت کا قیام ہے۔ محض شہوت رانی نہیں ہے جو شخص حرام سے بچتا ہے اور ممنوعات کو اللہ کی رضا کی خاطر ترک کرتا ہے تو باری تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

حق على الله عون من نكح الناس العفاف عما حرم الله[2]

”جو حرام سے بچنے کے لیے نکاح کرتا ہے تو باری تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔“

1 النساء، 24:4

Al_Nisā’ البَقَرَة 04:24

2 ترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ "سنن الترمذی" رقم الحدیث: 1655

Al-tirmidhī, Muḥammad ibn ‘Īsá, “*Jami' Al- tirmidhī*” Hadīth no.1665

حلال عمل کو اختیار کرنے پر تو ثواب ہے مگر شریعت اسلامی اس شخص کو بھی ثواب سے محروم نہیں کرتی جو حرام سے ارادۃً بچتا ہے۔ اس حدیث مبارکہ نے ثواب کو منفی جہت کے عدم ارتکاب سے بھی ثابت کیا ہے۔
اس لیے رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے نوجوانوں کو اختیار نکاح کی ترغیب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

یامعشرالشباب من استطاع منکم الباء ة فلیتزوج فانه اغض للبعر واحض للفرج ومن لم یستطع فعلیه بالصوم فانه له وجاء[1]

"اے میری امت کے نوجوانو تم میں سے جو کوئی بھی شادی کی قوت رکھتا ہے۔ پس اسے چاہیے کہ وہ نکاح کرے کیونکہ یہ نکاح نظروں اور شرمگاؤں کی حفاظت کرتا ہے اور جو کوئی شادی کی استعداد و طاقت نہیں رکھتا اسے چاہیے کہ روزے رکھے تاکہ اس کی نفسانی خواہش ٹوٹ جائے۔"

اسلام ہر حال میں انسانی کردار کو عفت و عصت سے مزین دیکھنا چاہتا ہے۔ اسلام نے انسان کی دونوں حالتوں استعداد اور عدم استعداد کے حوالے سے راہنمائی کر دی ہے۔ نکاح کے مقاصد میں سے ایک مقصد دلی سکون اور محبت و رحمت کا حصول ہے اور وہی انسانی تہذیب و تمدن پھیلتا اور بڑھتا ہے جس کے اندر انسان کو دلی سکون اور اطمینان حاصل ہو۔ نکاح کی حقیقت اور رشتہ نکاح کی روح بھی یہی ہے۔ انسان کو رحمت و مودت اور تسکین و راحت حاصل ہو اور یہ سکون جزوی نہیں بلکہ کلی ہوتا ہے۔ یہ انسان کی جسمانی، روحانی اور ذہنی ہر حالت کا آئینہ دار ہوتا ہے۔ نکاح کے باعث اور اس رشتے کی وجہ سے میاں بیوی آپس میں بے پناہ محبت اور ایک دوسرے پر مہربان ہوتے ہیں۔
اس لیے ارشاد فرمایا:

وَمِنْ اٰیٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْٓا اِلَیْهَا وَجَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّرَحْمَةً[2]

---

1 بخاری بخاری، محمد بن اسماعیل **"الجامع الصحیح"**، رقم الحدیث: 5065

Al-Bukhārī, Abu 'Abdullah Muhammad bin Isma'il *"Ṣaḥīḥ al-Bukhārī"* Hadīth no. 5065

2 الروم، 21:30

Al-Rūm, 30:21

"اور یہ (بھی) اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اس نے تمہارے لیے تمہاری ہی جنس سے جوڑے پیدا کیے تا کہ تم ان کی طرف سکون پاؤ اور اس نے تمہارے درمیان محبت اور رحمت پیدا کر دی۔"

اس محبت اور مودت کے مظاہر میاں بیوی کی ازدواجی زندگی کی ابتداء سے انتہا تک نظر آتے ہیں۔ ان کی نوجوانی میں باہمی محبت اپنے کمال پر دکھائی دیتی ہے اور ان کے بڑھاپے میں باہمی مہربانی و خیر خواہی اپنے عروج پر نظر آتی ہے۔

نکاح ایک معاشرتی وسماجی عمل

اس عقد نکاح کے ذریعے سے باری تعالیٰ انسان کے سلسلہ نسبت کو قائم کرتا ہے۔ ذریت کے ذریعے باری تعالیٰ نسب کی نعمت عطا کرتا ہے اور یہی نسب بعد ازاں خاندان اور قبیلے کی بنیاد بنتا ہے اور یہی نسب باہمی تعارف اور باہمی تعاون کی اساس ثابت ہوتا ہے اور یہی نسب انسانی ضرورتوں کی تکمیل کے لیے تکافل کی حیثیت اختیار کرتا ہے۔

اس لیے باری تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا[1]

"اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا فرمایا اور ہم نے تمہیں (بڑی بڑی) قوموں اور قبیلوں میں (تقسیم) کیا تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔"

انسان کو اپنے تخلیقی مراحل میں مرد اور عورت میں تقسیم کیا گیا ہے اور ان مردوں اور عورتوں کو مختلف شعوب اور قبائل میں منقسم کیا گیا ہے۔ اس تقسیم کی اساس اور بنیاد باہمی تعارف، باہمی شناخت اور جداگانہ تشخص کو بنایا گیا ہے تا کہ انسانی حیات کا سفر ایک عمدہ پہچان اور شناخت کی بہترین سہولت کے ساتھ آگے بڑھے۔ اس لیے امام ابن جریر طبری فرماتے ہیں: اس آیہ کریمہ میں شعوب سے مراد انساب ہیں، شعوب اور قبائل کے تعارف کی بنیاد عقد نکاح ہی بنتا ہے اور نکاح ہی نسب کا ذریعہ ہے[2]

---

1 الحجرات، 13:49

Al-Ḥujurāt, 49:13

2 ابن جریر طبری، محمد بن جریر بن یزید "**جامع البیان فی تاویل القرآن**" (بیروت: موسسۃ الرسالۃ، س۔ن)، 13:03

Ṭabarī, Muḥammad ibn Jarīr, *"Jāmi' al-bayān fī tafsīr al-Qur'ān"* (Bayrūt: Dār al-al Risalah, n.d), 03:13

عقد نکاح کے ذریعے دو انسان ایک مقدس اور پاک بندھن میں بندھ جاتے ہیں۔ اس عقد نکاح کے ذریعے دو افراد کے درمیان ہی ملاپ نہیں ہوتا بلکہ یہ دو خاندانوں کے باہم ملنے کا باعث بنتا ہے اور اس نکاح کے عمل کے ذریعے دو اجنبی خاندان باہمی محبت اور مودت کی لڑی میں پروئے جاتے ہیں۔ ایک دوسرے کو نہ جاننے والے ایک دوسرے کی پہچان اور شناخت حاصل کرنے لگتے ہیں۔ دوسرے افراد کے پرائے ہونے اور غیر ہونے کا تصور نکاح ختم کر دیتا ہے۔

اس لیے باری تعالیٰ نے انسانوں کے لیے نسب اور سسرال کو بھی ایک نعمت بنایا ہے۔ اس بنا پر ارشاد فرمایا:

وَ هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ مِنَ الْمَآءِ بَشَرًا فَجَعَلَه، نَسَبًا وَّصِهْرًا [1]

"اور وہی ہے جس نے پانی (کی مانند ایک نطفہ) سے آدمی کو پیدا کیا پھر اسے نسب اور سسرال (کی قرابت) والا بنایا۔"

باری تعالیٰ اپنے رسول کو جو کثرت ازدواج کی اجازت دی تھی اس کی مخفی حکمتوں میں سے ایک حکمت لوگوں کو اپنی سسرالی رشتے داری سے بھی منسلک کرنا تھا تاکہ اس سسرالی رشتے داری کو بھی دین کی اقامت اور اشاعت میں استعمال کیا جائے۔ اس تصور کے تحت ہی رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں اپنے سب سے بڑے دشمن اور مکہ کے سردار ابوسفیان کی بیٹی ام حبیبہ سے نکاح کیا وہ آپ سے عقد کے بعد ام المومنین کے درجے پر فائز ہوئیں۔ فتح مکہ کے وقت ابوسفیان کو بھی رسول اللہ ﷺ سے ملنے میں کوئی زیادہ تامل نہ کرنا پڑا۔ اس رشتے داری نے اسلام کی مخالفت اور عداوت کی آگ کو سرد اور ٹھنڈا ضرور کیا۔

نکاح اور احساس ذمہ داری

نکاح کا عمل ایک فرد کو معاشرے کا ذمہ دار شہری بناتا ہے۔ نکاح کے بعد ایک فرد خوب محنت و مشقت کرتا ہے۔ حصول رزق کے لیے ہر طرح کی سعی و کاوش کرتا ہے۔ اپنی شریک حیات کے لیے نان و نفقہ کی ذمہ داری ادا کرتا ہے۔ بچوں کی پیدائش کے بعد یہ ذمہ داری مزید بڑھ جاتی ہے۔ پھر بچوں کی بہتر پرورش و کفالت کے لیے اپنی تگ و دو کو مزید بڑھا دیتا ہے۔ اہل و عیال کی کفالت کی ذمہ داری انسان میں وصف انفاق کو بڑھا دیتی ہے۔ اس وجہ سے

---

[1] الفرقان، 54:25

Al-Furqān, 25:54

اس کے بخل میں کمی آجاتی ہے۔ یوں فرد کی بھی معاشی ترقی ہوتی ہے اور معاشرہ بھی ترقی کی طرف گامزن ہوتا ہے۔ اسلام نے اہل و عیال پر انفاق کی خوب ترغیب دی ہے اور اس عمل پر اجر و ثواب کی خوشخبری دی ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذا انفق الرجل علی اہلہ نفقة وھو یحتسبھا کانت لہ صدقة ومھما انفقت فھو لک صدقة حتی اللقمة ترفعھا فی فم امراتک[1]

''جب کوئی شخص ثواب کے ارادے سے اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے تو یہ عمل اس کے لیے صدقہ بن جاتا ہے۔ جب بھی وہ یہ عمل کرے یہ صدقہ ہوگا حتی کہ اگر وہ اپنی بیوی کے منہ میں ایک نوالہ بھی ڈالے گا تو یہ صدقہ بن جائے گا۔''

اہل و عیال کے لیے محنت و مشقت کرنا اور ان کے لیے رزق کے حصول کے لیے جدوجہد کرنا اس سارے عمل کو اسلام عبادت اور صدقہ قرار دیتا ہے۔ اسلام اپنے اہل و عیال کی عمدہ پرورش اور بہترین کفالت کی ذمہ داری کو بھی اجر و ثواب کا مستحق گردانتا ہے۔ اس لیے ارشاد فرمایا:

دینار تنفقة علی اھلک ودینار تنفقه علی مسکین ودینار تنفقه فی سبیل الله اعظمہا اجرا الذی تنفقه علی اھلک[2]

''وہ دینار جسے تو اپنے اہل و عیال پر خرچ کرتا ہے، اس خرچ کیے ہوئے کا اس دینار کے خرچ کرنے سے زیادہ ثواب ہے جو تو کسی مسکین پر خرچ کرتا ہے یا اللہ کے راستے میں خرچ کرتا ہے۔''

عام مذہبی ذہن یہی ہے کہ معاشرے کے فقراء اور غرباء پر خرچ کیا جائے یا اللہ کی راہ میں خرچ کیا جائے مگر اس حدیث مبارکہ نے واضح کر دیا ہے جو انفاق اہل و عیال پر ہوتا ہے۔ اس کا اجر و ثواب سب سے زیادہ ہے۔ اس لیے اللہ کی راہ میں اللہ کے بندوں پر خرچ کرنا ہے اور فقیر و غریب بھی معاشرے سے جنم لیتے ہیں۔ اگر معاشرہ کا ہر فرد

1　بخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل **"الجامع الصحیح"** رقم الحدیث:2742

Al-Bukhārī, Abu 'Abdullah Muhammad bin Isma'il *"Ṣaḥīḥ al-Bukhārī"* Hadīth no. 2742

2　النیساپوری، مسلم بن حجاج قشیری **"الجامع الصحیح"** رقم الحدیث:995

Al-Nīshāpurī Muslim bin. Ḥajjaj al-Qushrī, *"Ṣaḥīḥ Muslim"* Hadīth no. 995

اپنے اہل و عیال پر اچھی طرح خرچ کرے گا اور ان کی کفالت کی ذمہ داری نبھائے گا تو ان دونوں مدات پر خرچ کرنے کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔

نکاح اور حفاظت کردار

عقد نکاح انسان کی زندگی میں اتنی بڑی نعمت ہے کہ اس عقد کے ذریعے انسان کا ایمان محفوظ ہو تا ہے اور اس کے آدھے دین کی حفاظت ہوتی ہے۔ اس مسنون عمل کو اختیار کرنے کے بعد اس کی بقیہ زندگی بھی دینداری اور راست بازی پر استوار ہو جاتی ہے۔ وہ دینی لحاظ سے صراط مستقیم کا مسافر بن جاتا ہے اور اس پر اگر وہ ثابت قدمی اور استقامت کا مظاہرہ کرے تو اس کی بقیہ زندگی بھی سنور جاتی ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

من رزقه الله امراة صالحة فقد اعانه على شطر دينه فليتق الله فى الشطر الثانى[1]

"باری تعالیٰ جس شخص کو زوجہ صالحہ عطا کرتا ہے اس نعمت کی عطا کی وجہ سے اس کے آدھے دین کو محفوظ کر دیتا ہے۔ پس اسے چاہیے بقیہ نصف دین کے بارے میں وہ اللہ سے ڈرے۔"

اس مضمون کو دوسرے مقام پر واضح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

اذا تزوج العبد فقد استكمل نصف الدين فليتق الله فى النصف[2]

"جب بندہ شادی کرتا ہے تو اس کا آدھا دین محفوظ ہو جاتا ہے۔ پس اسے بقیہ آدھے دین کے بارے میں اللہ سے ڈرنا چاہیے۔"

شادی کا عمل فقط ایک انسانی اور معاشرتی عمل ہی نہیں ہے بلکہ یہ ایک مکمل دینداری کا عمل بھی ہے۔

---

1 الحاکم، محمد بن عبد اللہ **"المستدرک علی الصحیحین"** (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 2005) رقم الحدیث 2681

Al-Ḥakim, Muḥammad bin 'Abdullah, *"Al-Mustadrak 'ala-ṣaḥīḥayn"* (Bayrūt : Dār al-Kutub al-'Ilmīyah, 2005), Hadīth no. 2681

2 الطبرانی، سلیمان بن احمد **"المعجم الاوسط"** (قاہرہ: محمد دار الحرمین، س۔ن) رقم الحدیث: 7648

Al- Tabrānī, Sulīmān bin Aḥmad, *"Al-Mu'jam Al-Waseet"* Quiro:Dār al-Ḥarmīn, Hadīth no. 7648

نکاح اور ذریت صالح

عقد نکاح کے ذریعے باری تعالیٰ انسان کو اپنے جانشین اور ورثاء عطا کرتا ہے۔ ذریت صالحہ اپنے والدین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان کے مشن کو آگے بڑھاتی ہے۔ انسان عقد نکاح کے ذریعے حق توارث کا مالک بھی بن جاتا ہے اور اولاد کی نعمت کے ذریعے انسانی وراثت کا حقدار ٹھہرتا ہے۔ اس لیے ارشاد فرمایا:

وَاﷲُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَحَفَدَةً[1]

"اور اللہ نے تم ہی میں سے تمہارے لیے جوڑے پیدا فرمائے اور تمہارے جوڑوں (یعنی بیویوں) سے تمہارے لیے بیٹے اور پوتے / نواسے پیدا فرمائے۔"

یہ ازواج، بنین اور حفدۃ انسانی نسل کے ارتقاء کے ذرائع ہیں۔ انسان مر جاتا ہے مگر اس کی نسل کا تسلسل جاری رہتا ہے۔ انسان کی اولاد اس کے مرنے کے بعد بھی اس کے لیے ایک صدقہ جاریہ ثابت ہوتی ہے۔ انسان اپنی زندگی میں جو قوم کی خدمت علم کرتا ہے۔ انسان کا چھوڑا ہوا یہ علم اس کے لیے ایک مستقل صدقہ جاریہ ثابت ہوتا ہے۔ لوگ اس کے اس علم سے روشنی پاتے ہیں۔ باری تعالیٰ اس کے علم کو صدقہ جاریہ بنا کر اس کی بخشش و مغفرت اور درجات کی بلندی کا ساماں کرتا رہتا ہے۔ اولاد کا اپنا وجود بذات خود ایک صدقہ جاریہ ہے۔ مرنے والا اگر اپنے پیچھے اولاد صالح، نیک ذریت چھوڑ کر جاتا ہے۔ جس کے نیک ہونے کی علامت اور نشانی یہ ہے کہ وہ اپنے والدین کو ان کے مرنے کے بعد بھی نہیں بھولتی ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھتی ہے، کبھی تلاوت قرآن کے بعد دعائے قرآن میں یاد کرتی ہے۔ کبھی عمل عبادت کے بعد اپنی دعائے عبادت میں ان کو ایصال ثواب کرتی ہے اور کبھی ان کو اپنے عمل وجوب اور عمل مباح کے بعد اپنی دعائے مغفرت میں ان کے لیے طالب بخشش و مغفرت ہوتی ہے۔ اولاد صالح کا یہ عمل والدین کے لیے ایک مستقل صدقہ جاریہ بن جاتا ہے جو ان کے لیے بخشش و مغفرت اور درجات و مراتب کی بلندی کا باعث بنتا ہے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الامن صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعو له[2]

---

1 النحل، 72:16

Al-Naḥl, 16:72

2 النیساپوری، مسلم بن حجاج قشیری "**صحیح مسلم**"، رقم الحدیث: 1631

Al-Nīshāpurī Muslim bin. Ḥajjaj al-Qushrī, *"Ṣaḥīḥ Muslim"* Hadīth no. 1631

''جب انسان مر جاتا ہے اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ سوائے تین چیزوں کے جو کہ مرنے کے بعد انسان کو نفع دیتی ہیں۔ ایک صدقہ جاریہ ہے۔ دوسرا علم نافع ہے اور تیسرا نیک اولاد ہے جو اس کے مرنے کے بعد بھی دعائے مغفرت کرتی رہتی ہے۔''

نکاح کی سماجی ضرورت اور حیثیت

نکاح کا عمل ایک اسلامی معاشرے کی پہچان اور شناخت ہے، نکاح کا عمل انسان کے دین اور ایمان کی حفاظت کرتا ہے۔ نکاح کے عمل کو باری تعالیٰ نے انسانوں کے لیے لتسکنوا الیہا سکون و راحت کا باعث بناتا ہے اور اس نکاح کے عمل کو انسان کے لیے لتسکنوا الیہا باعث اطمینان اور خوشی و فرحت بنایا ہے۔ نکاح کا عمل ایک خاندا، ایک قبیلے اور ایک معاشرے کی بنیاد بنتا ہے اور انسانی معاشرے میں عقد نکاح ایک مرد اور عورت کے لیے اپنی زندگی گزارنے کا ایک بہترین اور عمدہ طریق ہے اور یہ عمل اپنی شرعی حیثیت میں مسنون اور سنت رسول اور سنت انبیاء علیہم السلام ٹھہرا ہے۔

اللہ رب العزت نے انبیاء علیہم السلام کو نکاح کے ذریعے جہاں ازواج مطہرات دی ہیں وہیں ان کو ذریت صالحہ کی نعمت بھی دی ہے اور ان کی اولادوں کو ان کا جانشین بنایا ہے۔ نکاح کے ذریعے باری تعالیٰ انسان کی مفلسی اور تنگ دستی کو رزق کی فراوانی اور کشادگی میں بدل دیتا ہے۔ اسلام نے نکاح میں انتخاب رشتے کی آزادی کو والدین کی رضا کے ساتھ مستحسن جانا ہے۔ نکاح میں کثرت ازدواج کی اجازت کو عدل و انصاف کے ساتھ مشروط کیا ہے، انتخاب رشتہ میں مال و دولت، ظاہری حسن و جمال اور شخصی وصف و کمال کے سارے ناطوں میں، دینداری اور شخصیت اور سیرت کی پختہ وضعداری کو ترجیح دی ہے۔

نکاح کے ذریعے ہمیں دنیا کی بہترین متاع المراۃ الصالحہ، نیک عورت میسر آتی ہے نکاح کا عمل انسان کی سیرت و کردار کی طہارت اور عفت کا باعث بنتا ہے عقد اور نکاح کی وجہ سے اللہ کی بارگاہ سے اس کے فضل و احسان اور مدد و نصرت کی نعمت میسر آتی ہے۔ عقد نکاح کے ذریعے زوجین، میاں بیوی میں باہمی محبت و مودت اور باہم مہربان و خیر خواہی اور جانثاری کا وصف باری تعالیٰ ان میں پیدا کر دیا ہے اور اس نکاح کو نئے خاندان اور نئے معاشرتی یونٹ کی بنیاد بناتا ہے نکاح سے انسان کو نسبت اور ذریت کی نعمت ملتی ہے نکاح کے رشتے سے انسان، انسانوں سے اپنے رشتے داری کے تعلقات قائم کرتا ہے۔ نکاح کے ذریعے انسان اپنے اہل و عیال پر جو خرچ کرتا ہے باری تعالیٰ اس انفاق کو اجر و ثواب کے اعتبار سے سب سے بہترین اور اعلیٰ انفاق قرار دیتا ہے۔ اولاد کی بہترین پرورش کو ایک صدقہ جاریہ کا عمل گردانتا ہے۔

خلاصہ کلام

اسلام میں عقد نکاح اور عقد ازدواج کا مقصد نسل انسانی کے ارتقاء کے سلسلے کو ایک شرعی ضابطے اور قاعدے کے مطابق آگے بڑھانا ہے۔ ہر مخلوق طبعی طور پر اپنی نسل کا فروغ چاہتی ہے۔ ہر انسان بھی طبعی طور پر اپنی اس باطنی خواہش کا اظہار کرتا رہتا ہے۔ وَاِذْ اَخَذَ رَبُّکَ مِنْم بَنِیْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ[1] "اور یاد کیجئے جب آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشتوں سے ان کی نسل نکالی۔" عقد نکاح کی وجہ سے حاصل ہونے والی اولاد ہر ایک کو محبوب رہی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام بھی عذاب کے وقت اپنے بیٹے کو پکارتے ہیں۔ وَ نَادٰى نُوْحٌ رَّبَّه، فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَاِنَّ وَعْدَکَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْکَمُ الْحٰکِمِیْنَ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّه، لَيْسَ مِنْ اَهْلِکَ ج اِنَّه، عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ[2] "اور نوح (علیہ السلام) نے اپنے رب کو پکارا اور عرض کیا: اے میرے رب! بے شک میرا لڑکا (بھی) تو میرے گھر والوں میں داخل تھا اور یقیناً تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بڑا حاکم ہے۔ ارشاد ہوا: اے نوح! بے شک وہ تیرے گھر والوں میں شامل نہیں کیوں کہ اس کے عمل اچھے نہ تھے۔" فرمایا وہ تمہارا بیٹا نسب میں ہے حسب میں نہیں ہے۔ اس لیے کہ اس کے اعمال برے ہیں۔ وہ اپنے اعمال میں تیری راہ پر نہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش ہی اولاد کی قربانی ٹھہری۔ قَالَ يٰبُنَیَّ اِنِّیْ اَرٰى فِی الْمَنَامِ اَنِّیْ اَذْبَحُکَ[3] حضرت ابراہیم بڑھاپے میں اسماعیل، اسحاق کے عطا کیے جانے پر شکر بجالاتے ہیں۔

الحمد لله الذی وهب لی علی الکبر اسماعیل واسحاق. عقد نکاح کے نتیجے میں بچے کے پیدائش کی انبیاء علیہم السلام کو خوشخبری دی گئی۔ **انا نبشرک بغلم علیم** عقد نکاح دوسرا بڑا مقصد یہ ہے کہ معاشرے کا ایک نیا ایسا یونٹ قائم کیا جائے جس کی بنیاد عقد ازدواج پر ہو اور یہ دونوں افراد ان خوبیوں کے مالک ہوں۔ اگر وہ شوہر ہے تو وہ ایسا ہو۔ **اکمل المومنین ایماناً احسنہم خلقاً وخیرکم خیرکم لنسائہم۔ وخیرکم خیرکم لاھله انا خیرکم لاھلی ان من اکمل المومنین ایماناً احسنہم خلقاً واطلغہم باھله**

---

1 الاعراف، 172:7

Al-ʾAʿrāf, 07:172

2 هود، 11:45-46

Hūd, 11:45-46

3 الصافات، 102:37

Aṣ-Ṣāffāt, 37:102

خیارکم خیارکم لنساء ہم۔ اگر وہ بیوی ہے تو وہ ایسی ہو۔ الدنیا متاع وخیر متاع الدنیا المراة الصالحة۔ وزوجة صالحة تعینک علی امر دنیاک ودینک خیر مااکتنز الناس جب معاشرے کا یہ پہلا یونٹ اچھا بن جائے گا تو اس یونٹ کی تخلیق سے ہونے والا سلسلہ ذریت بھی عمدہ ہو گا اور یوں سارے کا سارا معاشرہ ایک صالح معاشرہ، ایک عمدہ معاشرہ بن جائے گا۔ اس معاشرے میں وہ انسان بسیں گے جو نسل انسانی کے لیے باعث افتخار ہوں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆